خبر و نظر

اپریل 2007ء

شائع کردہ سفارت خانہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ

شیریں طاہر خیلی کی پاکستان آمد

امریکی ماہر آثار قدیمہ سے خصوصی انٹرویو

امریکی فارن سروس میں خواتین کی تاریخ

امریکی ویزے سے متعلق سوالات

امریکی سینٹرل کمانڈ کے کمانڈر ایڈمرل ولیم جے فالن راولپنڈی میں صدر جنرل پرویز مشرف سے ملاقات کررہے ہیں (فوٹو پی آئی ڈی)

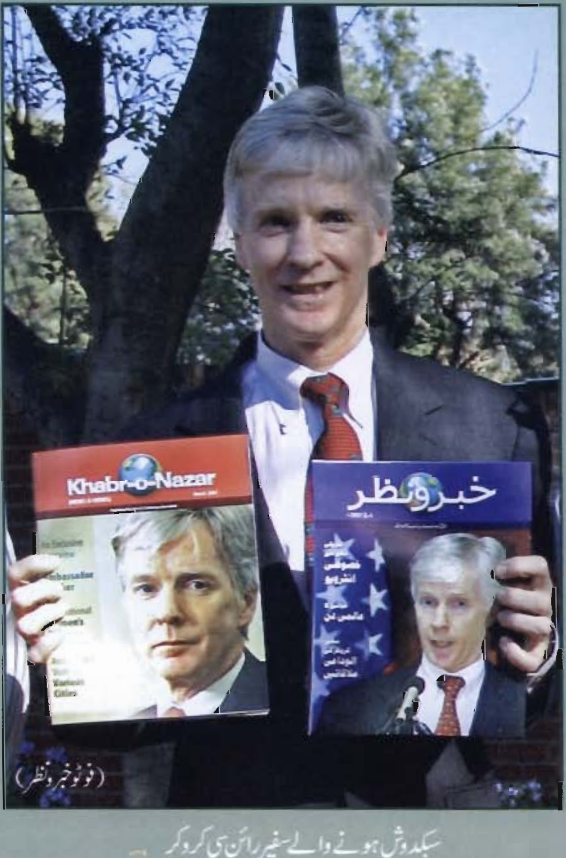

سبکدوش ہونے والے سفیر رائن سی کروکر
27 مارچ 2007 کو سفارتخانہ میں منعقدہ
الوداعی تقریب میں "خبرونظر" کا خصوصی شمارہ اُٹھائے ہوئے

صدر مملکت پرویز مشرف سبکدوش ہونے والے
سفیر رائن سی کروکر کو تمغہ ہلال پاکستان عطا کررہے ہیں
(فوٹو پی آئی ڈی)

خبر و نظر

اپریل 2007ء   شمارہ نمبر 4

فہرست مضامین

قارئینِ خبرونظر کے خطوط | 4

نائب وزیر خارجہ رچرڈ باؤچر کا دورۂ پاکستان | 5

شیریں طاہر خیلی کا فاطمہ جناح یونیورسٹی میں خطاب | 6

خواتین کو بااختیار بنانے کی ضرورت | 7

امریکی ناظم الامور کا نیشنل ڈیفنس کالج میں خطاب | 8

امریکی فارن سروس میں خواتین کی تاریخ | 9

یوایس ایڈ کی جانب سے پینے کے پانی کے منصوبہ کا آغاز | 10

بہترین امدادنظام کی ترقی کیلئے فراہم کی جاسکتی ہے: جیمز آرکنڈر | 11

امریکی انتہائی مذہبی لوگ ہیں: مصباح صبوحی | 12

ماہر آثار قدیمہ مارک کینوئر سے خصوصی انٹرویو | 14

ایچ آئی وی اور ایڈز کی روک تھام کے پروگرام میں توسیع | 16

فوٹوگیلری | 17

ایکسیس انگلش مائیکرو سکالرشپ پروگرام | 18

ویزا کے بارے میں سوالات | 20

ایڈیٹر ان چیف

الیزبتھ او-کولٹن

پریس اتاشی

سفارتخانہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ

شائع کردہ

شعبہ تعلقات عامہ

سفارت خانہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ

رمنا-5، ڈپلومیٹک انکلیو، اسلام آباد

فون: 051-2080000 فیکس: 051-2278607

ای میل: infoisb@state.gov

ویب سائٹ: http://islamabad.usembassy.gov

ڈیزائن

راجہ سعید احمد

اردو سرورق

وزیر خارجہ کی مشیر اعلیٰ

شیریں طاہر خیلی پشاور میں

مختلف جامعات کی طالبات کے ہمراہ

(فوٹو خبرونظر)

قارئین خبرونظر کے خطوط

هاتهوں میں

نومبر۔دسمبر 2006ء کا ''خبرونظر'' میرے ہاتھوں میں ہے۔ بڑا خوبصورت رسالہ ہے جس میں آپ نے بڑے رنگ بھرے ہیں۔ امریکہ میں مختلف مذاہب کی عبادت گاہیں بہت اچھا اور معلوماتی مضمون ہے۔

غلام عباس بھنبھرو (خیر پور میرس)

مفید کردار

''خبرونظر'' کا شمارۂ جنوری ملا۔ یوں تو ہر ماہ مفید مضامین پڑھنے کو ملتے ہیں لیکن اس ماہ کے شمارے میں مارٹن لوتھر کنگ جونیئر کے یوم ولادت پر مضمون اور امریکی کانگریس کے مسلم رکن کا قرآن مجید پر حلف اٹھانا کافی دلچسپ مضامین تھے۔''خبرونظر'' پاکستان اور امریکہ کے عوام کو قریب تر لانے میں مفید کردار ادا کر رہا ہے۔ پاکستانی عوام میں امریکہ کے بارے میں غلط فہمیاں کافی حد تک دُور ہو چکی ہیں۔

ثروت علی خان (پشاور)

کافی مختلف

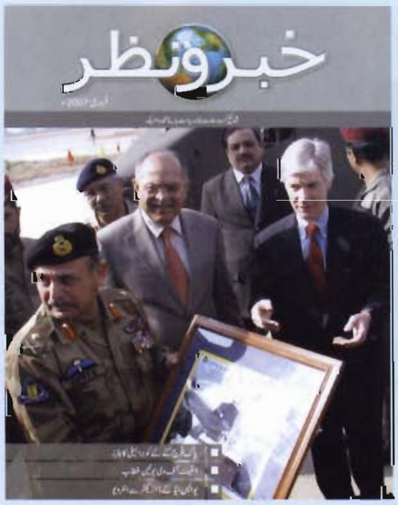

ماہ فروری کا خوبصورت اور آرٹ پیپر پر چھپا ہوا میگزین موصول ہوا۔ اس بار تمام مضامین کی شکلیں کافی مختلف ہیں۔ یو ایس ایڈ کے ڈائریکٹر جوناتھن ایڈلٹن کا فیض احمد فیض کی شاعری کو سراہنا ہم سب پاکستانیوں کے لئے فخر کی بات ہے۔ سال 2008ء کے لئے 160 فلبرائٹ اسکالر شپس کا اعلان پاکستان اور امریکہ کے درمیان تعلیمی معاملات میں ایک اہم سنگِ میل کی حیثیت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ مضمون ''امریکہ کے لوگ جدت پسند بھی ہیں، اور روایت پسند بھی'' کافی معلومات افزا تھا۔ میں اسی طرح کے مضامین شائع کرنے کی ایک عرصہ دراز سے آپ سے درخواست کر رہا تھا۔ جنوری کے شمارہ میں امریکی کانگریس کے مسلم رکن کا قرآن مجید پر حلف اٹھانا بھی امریکہ میں اکیسویں صدی میں موجود مذہبی رواداری کی بہترین عکاسی کرتا ہوا منظر نامہ ہے۔

آصف انصاری (کوٹری)

مکمل انسائکلو پیڈیا

آپ کا شائع کردہ ''خبرونظر'' ایک مکمل انسائکلوپیڈیا ہے۔ جس میں پاک امریکہ تعلقات اور موجودہ تعلیمی صورتحال کو نہایت مئوثر انداز میں پیش کیا جا رہا ہے۔ ایک طالبعلم کی حیثیت سے راقم ماہنامہ ''خبرونظر'' کا مستقل قاری ہے۔

محمد وقاص الرحمان (بھمبر، آزاد کشمیر)

اپنی مثال آپ

ماہ فروری کا شمارہ موصول ہوا۔ اس دفعہ کا ''خبرونظر'' بھی اپنی مثال آپ تھا۔ قارئین ''خبرونظر'' کے خطوط کا سلسلہ بہترین ہے۔ تمام مضامین بیحد پسند آئے۔ ''خبرونظر'' نہ صرف پاک امریکہ تعلقات میں اہم کردار ادا کر رہا ہے بلکہ امریکی کلچر، ثقافت اور روزمرہ کے حالات سے متعلق معلومات کی فراہمی کو یقینی بناتا ہے۔

محمد ظاہر شاہ خان مروت (لکی مروت)

عادت سی

آج ''خبرونظر'' کا فروری کا شمارہ ملا۔ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی۔ حقیقت یہ ہے کہ اب اس کی عادت سی ہو گئی ہے۔ ''خبرونظر'' کے مطالعہ سے لگتا ہے کہ امریکہ پاکستان سے ہزاروں میل کے فاصلہ پر نہیں بلکہ چند منٹوں کی دوری پر ہے۔ صدر بش نے پاکستان کی امداد کے لئے جو پی۔تھری سی طیارہ فراہم کیا ہے اسے دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ امریکہ پاکستان کو ترقی یافتہ ملکوں کی صف میں دیکھنا چاہتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ''خبرونظر'' پڑھ کر ایسا لگتا ہے کہ پوری دنیا گھوم لی ہے کیونکہ پوری دنیا کی خبر مل جاتی ہے۔

رئیس ملک (لاہور)

دلپسند

آپ کا موقر جریدہ ''خبرونظر'' نظر نواز ہوا۔ گیٹ اپ کے لحاظ سے خوبصورت اور دلپسند رسالہ ہے۔ اس کے مطالعہ کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ رسالہ ہر گھر اور ہر ادارے میں ہونا چاہئے کیونکہ اس کے مضامین حقائق پر مبنی ہوتے ہوئے عہدِ حاضر کے تقاضوں کو پورا کر رہے ہوتے ہیں۔

عبدالحکیم پٹیالوی (بہاول پور)

مضبوط دوستی

''خبرونظر'' دونوں ممالک کے مابین مضبوط دوستی کا کردار ادا کر رہا ہے۔ میگزین کے توسط سے تمام قارئین کو بہت زیادہ معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ میں اس میگزین کو دوستی میگزین سمجھتا ہوں اور یہ میرا پسندیدہ رسالہ ہے۔ امریکی سفارتخانہ کے علاوہ پاکستان کے دوسرے شہروں میں قائم امریکی قونصل خانوں کی مصروفیات پر مبنی رپورٹوں کو بھی ''خبرونظر'' میں جگہ دیجائے۔

نعیم شاہ (کوہاٹ)

علمی جریده

''خبرونظر'' نہ صرف جاذبِ نظر اور خوبصورت سرورق پر مشتمل ہے بلکہ دوز بانوں میں جاری یہ تحقیقی اور علمی جریدہ ہمارے اور اہلِ علم کی علمی اقدار کو آگے بڑھانے کا ذریعہ بنتا جا رہا ہے۔ بالخصوص ایسے محقق جو کہ لائبریری میں کسی تحقیق کی غرض سے آتے ہیں، ان کے لئے ایسے اخبار و جرائد تحقیق میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر عامر طاسین (مجلس علمی فاؤنڈیشن، کراچی)

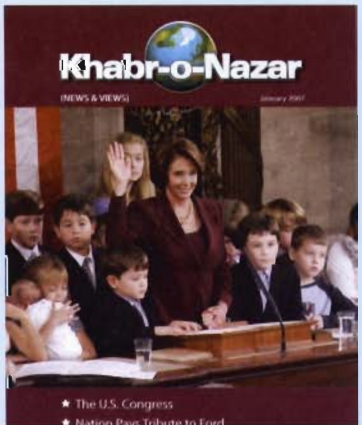

امریکہ اور پاکستان کے تعلقات بدستور مستحکم ہیں: رچرڈ باؤچر

(فوٹو خبر و نظر)

15 مارچ، 2007 کو اسلام آباد میں جنوبی اور وسط ایشیائی امور کے نائب وزیر خارجہ کی پریس کانفرنس سے چند اقتباسات

نائب وزیر خارجہ: مجھے یہ اعلان کر کے خوشی ہو رہی ہے کہ میں نے اپنے اس دورے میں حکومت پاکستان کو اس بات کی تصدیق کی ہے کہ ہم قبائلی علاقوں کی ترقیاتی حکمت عملی میں مدد دینے کیلئے اگلے پانچ برس کے دوران 75 کروڑ ڈالر کی امداد دیں گے۔ یہ ایک اچھا منصوبہ ہے۔ یہ پاکستان کے سرحدی بالخصوص قبائلی علاقوں کے لوگوں کو اقتصادی ترقی، تعلیم اور دوسرے مواقع کی فراہمی کا ایک جامع منصوبہ ہے۔

ہمیں اس امداد پر بہت خوشی ہے۔ صدر نے کہا ہے ہم یہ امداد فراہم کریں گے۔ میں نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ ہم اس سلسلے میں کانگریس سے رجوع کر رہے ہیں۔ بلاشبہ ہم نے کانگریس سے کہا ہے کہ اس سال کے بجٹ میں ردوبدل کر کے محکمہ خارجہ کو مزید 11 کروڑ روپے دیئے جائیں تاکہ ہم اس مد میں سالانہ 15 کروڑ ڈالر فراہم کر سکیں۔

علاوہ ازیں محکمہ دفاع نے کہا ہے کہ اس سال پاکستانی فوج کی فرنٹیئر کور کی ترقی اور بہتری کیلئے ساڑھے سات کروڑ ڈالر فراہم کرنے کی اجازت دی جائے۔ یہ ایک اور اہم منصوبہ ہے جس پر حکومت پاکستان عمل کر رہی ہے اور جس کیلئے ہم اضافی امداد دے رہے ہیں۔

چنانچہ میرے خیال میں یہ ایک اچھا کام تھا جو آج میں نے کیا ہے۔ ہم نے ایک عمومی وعدہ کیا اور آج میں نے کہا کہ ہم نے یہ وعدہ پورا کرنے کا طریقہ تلاش کر لیا ہے۔

میرے خیال میں پاکستان کی ترقی اور اس کے ساتھ طویل المیعاد تعلقات کے بارے میں ہمارا یہ عزم ان وسیع البنیاد اور گہرے تعلقات کی عمدہ مثال ہے جو پاکستان کے ساتھ قائم ہیں اور جنھیں فروغ دینے کیلئے ہم کوشاں ہیں۔

میں یہ بات پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور اب بھی کہوں گا کہ ایک اعتدال پسند، مستحکم اور جمہوری اسلامی ملک کی حیثیت سے پاکستان کی کامیابی کے ساتھ ہمارا بنیادی مفاد وابستہ ہے۔ یہ ایک ایسا راستہ ہے جو پاکستان کے صدر اور عوام نے اختیار کیا ہے۔ ہم نہ صرف اپنے قول بلکہ فعل سے پاکستان کی مدد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور آج کا اعلان اس کی ایک مثال ہے۔

ہماری امداد اور ہمارا کام مختلف شعبوں میں بھرپور طریقے سے جاری ہے۔ ان میں تعلیم، توانائی، جمہوریت اور انتخابات، اقتصادی اصلاحات اور اقتصادی تعلقات اور انسداد دہشت گردی کے شعبوں کے علاوہ دنیا بھر میں سفارتی کوششوں میں تعاون اور فوجی، اقتصادی اور سماجی ترقی کے شعبوں میں تعلقات شامل ہیں۔ میں نے آج ان شعبوں کے بارے میں بات چیت کی۔ یہ تعلقات کے مختلف پہلو ہیں جن پر میں نے مختلف لوگوں سے تبادلہ خیال کیا۔

میں یہ پھر کہوں گا کہ پاکستان کے ساتھ ہمارے تعلقات انتہائی مستحکم اور دیرپا ہیں۔ ہم پاکستان کی اقتصادی، سیاسی اور سماجی ترقی کیلئے کئی شعبوں میں تعاون کر رہے ہیں۔ سرحدی علاقے کو سب کیلئے محفوظ بنا رہے ہیں، ان مشترکہ دشمنوں اور انتہا پسند جنگجوؤں کے خلاف لڑائی جاری رکھے ہوئے ہیں جنھوں نے پاکستان کے عوام اور فوجیوں کے علاوہ دنیا بھر کے لوگوں پر حملے کئے ہیں۔

چنانچہ ہمیں چاہیئے کہ یہ کام جاری رکھیں۔ ہم ان تمام شعبوں میں پاکستان کے ساتھ طویل المیعاد اشتراک عمل کیلئے یہاں آئے ہیں۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ میں نے اس موقع پر ایک اور دورہ کر کے اس کام میں تھوڑا سا حصہ ڈالا ہے۔

خواتین کی شمولیت

ملکی استحکام کیلئے ناگزیر ہے:

شیریں طاہر خیلی

(فوٹو خبر و نظر)

وزیر خارجہ کی مشیر اعلیٰ شیریں طاہر خیلی فاطمہ جناح یونیورسٹی برائے خواتین راولپنڈی میں طالبات اور اساتذہ سے خطاب کر رہی ہیں (فوٹو خبر و نظر)

(فوٹو خبر و نظر)

بہبودِ خواتین سے متعلق امریکی وزیر خارجہ کی مشیر اعلیٰ شیریں طاہر خیلی نے جمعرات 15 مارچ 2007ء کو فاطمہ جناح یونیورسٹی برائے خواتین راولپنڈی میں طالبات اور اساتذہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ کسی بھی ملک کے استحکام کیلئے خواتین کی شمولیت ضروری ہے۔

شیریں طاہر خیلی نے کہا کہ جمہوریت اور آزادی کے فروغ کیلئے خواتین کو با اختیار بنانا ناگزیر ہے۔ خواتین کے کردار کو مستحکم بنانا اور انہیں مواقع فراہم کرنا اقتصادی ترقی اور اس کے ساتھ ساتھ سماجی وسیاسی ترقی کے اہم عناصر ہیں۔

بدھ کے روز اسلام آباد میں پہنچنے کے بعد شیریں طاہر خیلی نے امریکہ کے سبکدوش ہونے والے سفیر رائن سی کروکر کے اعزاز میں صدر مملکت کی جانب سے دیئے گئے عشائیہ میں صدر پرویز مشرف اور خاتون اول بیگم صہبا مشرف سے ملاقات کی۔

شیریں طاہر خیلی نے خواتین کی ترقی کی وزیر سمیرا ملک، سیکریٹری خارجہ ریاض محمد خان اور مختلف سیاسی جماعتوں سے تعلق رکھنے والی خواتین ارکان پارلیمنٹ سے بھی ملاقات کی۔

شیریں طاہر خیلی اے آر وائی ٹی وی کو انٹرویو دیتے ہوئے

شیریں طاہر خیلی کراچی میں سندھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے دورہ کے دوران (فوٹو خبر و نظر)

مریکی سفارتکار کا خواتین کو

بااختیار

بنانے کی ضرورت پر زور

بہبودِ خواتین سے متعلق امریکی وزیر خارجہ کی مشیر اعلیٰ شیریں طاہر خیلی نے منگل 13 مارچ 2007ء کو کراچی میں خواتین صحافیوں اور تاجروں سے گفتگو کرتے ہوئے خواتین کی سیاسی، سماجی اور اقتصادی صورت حال بہتر بنانے کیلئے وزیر خارجہ کونڈولیزا رائس اور صدر بش کے عزم کا اعادہ کیا ہے۔

شیریں طاہر خیلی نے کہا کہ آبادی کا 50 فیصد حصہ خواتین پر مشتمل ہے اور کسی بھی ملک کے استحکام کیلئے خواتین کی شمولیت ضروری ہے۔ کسی بھی قوم کی سلامتی، تحفظ اور خوشحالی خواتین کو بااختیار بنانے میں مضمر ہے۔

مشیر اعلیٰ شیریں طاہر خیلی نے اپنے دورہ کراچی کے دوران گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد سے ملاقات کی۔ انہوں نے ممتاز خواتین صحافیوں، تاجر رہنماؤں اور انسانی حقوق کے علمبردار سماجی کارکنوں سے بھی ملاقاتیں کیں۔ شیریں طاہر خیلی نے انسٹی ٹیوٹ آف بزنس ایڈمنسٹریشن میں سوال وجواب کے ایک سیشن میں بھی شرکت کی جس میں انہوں نے مستقبل کی خواتین تاجر رہنماؤں کی تیاری میں ادارہ کی کوششوں کو سراہا۔

شیریں طاہر خیلی نے طالبات سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ آپ کی یہ ذمہ داری ہے کہ نئی خواتین تاجر رہنماؤں کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیں۔ انہوں نے کہا کہ جب آپ ایک خاتون کو پڑھاتے ہیں تو آپ اُنیس دوسرے لوگوں کو بھی پڑھاتے ہیں اور جب آپ ایک آدمی کو پڑھنا سکھاتے ہیں تو آپ محض ایک آدمی کو پڑھا رہے ہوتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ معاشرہ میں انسانی حقوق کے معاملات اور انصاف کے حوالے سے نہ صرف عورتوں بلکہ مَردوں کا اذہان تبدیل کرنے کیلئے تعلیم ناگزیر ہے۔ امریکی سفارتکار نے آغا خان یونیورسٹی انسٹی ٹیوٹ فار ایجوکیشنل ڈیویلپمنٹ میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اگر کسی قوم کو ترقی کرنا ہے تو اُسے اپنی پوری آبادی کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنا ہوگا۔

پاکستان خطہ میں ترقی کا مرکز بننے کی جانب گامزن ہے:

امریکی ناظم الامور

پیٹر بوڈی

(فوٹو خبرونظر)

امریکی ناظم الامور پیٹر بوڈی نے کہا ہے کہ پاکستان کا جنوبی ایشیا میں تزویراتی محل وقوع 21 ویں صدی میں ایک اہم کردار ادا کرے گا کیونکہ یہ وسائل کی ترقی، اقتصادی اور بنیادی ڈھانچہ کی توسیع اور مواصلاتی ٹیکنالوجی کیلئے خطہ کا مرکز بن رہا ہے۔ وہ بدھ 21 فروری 2007ء کو اسلام آباد میں نیشنل ڈیفنس کالج/نیول پوسٹ گریجویٹ اسکول میں امریکہ پاک تعلقات کے بارے میں ایک کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔

امریکی ناظم الامور پیٹر بوڈی نے کہا کہ 11 ستمبر کے بعد کے حالات میں امریکہ سمجھتا ہے کہ ہمیں اپنی پالیسیاں اس طرح وضع کرنی چاہیئں جو ایک طویل مدت علاقائی حکمت عملی کے اس عہد پر مبنی ہو کہ امریکہ نے جنوب اور وسط ایشیا میں اپنے اشتراک کاروں کے استحکام، سلامتی اور خوشحالی کا عزم کر رکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ امریکہ کے طویل مدت قومی مفاد میں رہے گا کہ وہ پاکستان کے ساتھ متحرک اور وسیع البنیاد تزویراتی اشتراک برقرار رکھے۔

پیٹر بوڈی نے کہا کہ امریکہ پاکستان تعلقات کے مستقبل کے بارے میں مفاہمت صدر بش اور صدر مشرف کے تصورات اور اقدامات کی عکاس ہے۔

ناظم الامور نے کہا کہ انسداد دہشت گردی اور دفاع میں جاری اہم تعاون کے علاوہ امریکہ اور پاکستان دیگر شعبوں سمیت معیشت، تعلیم، ترقی اور سائنس کے میدان میں تعاون کر رہے ہیں۔

وفاق کے زیر اہتمام قبائلی علاقوں میں حکومت پاکستان کے تعلقات کو از سر نو مرتب کرنے کے بارے میں صدر مشرف کے "جامع منصوبہ" کی امریکہ کی جانب سے حمایت کرتے ہوئے پیٹر بوڈی نے کہا کہ فاٹا میں درپیش مسائل کا محض فوجی حل نہیں تلاش کیا جاسکتا۔

سوموار کے روز نئی دہلی اور لاہور کے درمیان ریل گاڑی میں دھماکہ کے بعد پاکستانی اور بھارتی شہریوں کی ہلاکت پر امریکہ کی جانب سے افسوس کرتے ہوئے پیٹر بوڈی نے کہا کہ یہ اندھا دھند تشدد کسی مقصد کے حصول میں معاون نہیں بلکہ اس سے ہر جگہ امن چاہنے والے لوگوں کا عزم و ارادہ مزید مضبوط ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ وزیر خارجہ قصوری اس ہفتے وزیر خارجہ مکھرجی سے بات چیت کرنے نئی دہلی گئے ہیں جو اس بات کا ثبوت ہے کہ بھارت اور پاکستان نے نئے تعلقات استوار کرنے کا عزم کر رکھا ہے۔

(فوٹو خبرونظر)

(فوٹو خبرونظر)

امریکی سفارتکار لین ٹریسی کی

امریکی فارن سروس میں خواتین کی تاریخ سے متعلق گفتگو

(فوٹو خبرونظر)

پشاور میں امریکی قونصل خانہ کی پرنسپل آفیسر لین ٹریسی نے یونیورسٹی کی طالبات پر زور دیا ہے کہ وہ اپنے پیشہ ورانہ خوابوں کی تکمیل کیلئے بھرپور کوششیں کریں اور پبلک سروس کو اپنی آبادی اور ملک کی خدمت کا ایک ذریعہ تصور کریں۔ ان خیالات کا اظہار لین ٹریسی نے 20 مارچ 2007ء کو پشاور یونیورسٹی میں واقع لنکن کارنر میں "امریکی فارن سروس میں خواتین کی تاریخ" کے موضوع پر ایک مباحثہ میں باتیں کرتے ہوئے کیا۔

مس لین ٹریسی نے کہا کہ امریکی خواتین نے گزشتہ صدی کے دوران مختلف شعبوں بشمول سفارتکاری میں زبردست پیش رفت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ "محض سینتیس برس قبل امریکی خواتین کو شادی کرنے کیلئے فارن سروس سے استعفٰی دینا پڑتا تھا۔ آج وزرائے خارجہ البرائیٹ اور رائس نے ثابت کر دیا ہے کہ خواتین امریکہ کی اعلٰی سفارت کار کی حیثیت سے مؤثر طور پر خدمات سرانجام دے سکتی ہیں۔"

امریکہ کی پہلی خاتون سفارت کار نے 1920ء کے عشرہ میں ڈپلومیٹک سروس میں شمولیت اختیار کی تھی۔ 1970ء تک فارن سروس میں خواتین افسران کو شادی کرنے کیلئے ملازمت سے سبکدوش ہونا پڑتا تھا۔ اب ایسی کوئی پابندی نہیں ہے اور 1997ء میں وزیر خارجہ میڈلین البرائیٹ محکمہ خارجہ کی پہلی سربراہ بن گئیں۔ خواتین امریکی سفراء کی حیثیت سے دنیا بھر میں خدمات سرانجام دے رہی ہیں اور دو خواتین نینسی پاول اور وینڈی چیمبرلین پاکستان میں امریکی سفیر کی حیثیت سے تعینات رہ چکی ہیں۔

جامعہ پشاور کے وائس چانسلر ڈاکٹر ہارون رشید نے محترمہ لین ٹریسی کا یونیورسٹی میں خیر مقدم کیا اور مختلف شعبوں کے طالبعلموں نے اس مباحثہ میں شرکت کی۔ اس مباحثہ کا اہتمام امریکی قونصل خانہ کی جانب سے خواتین کی تاریخ کے مہینہ کی مناسبت سے کیا گیا تھا۔

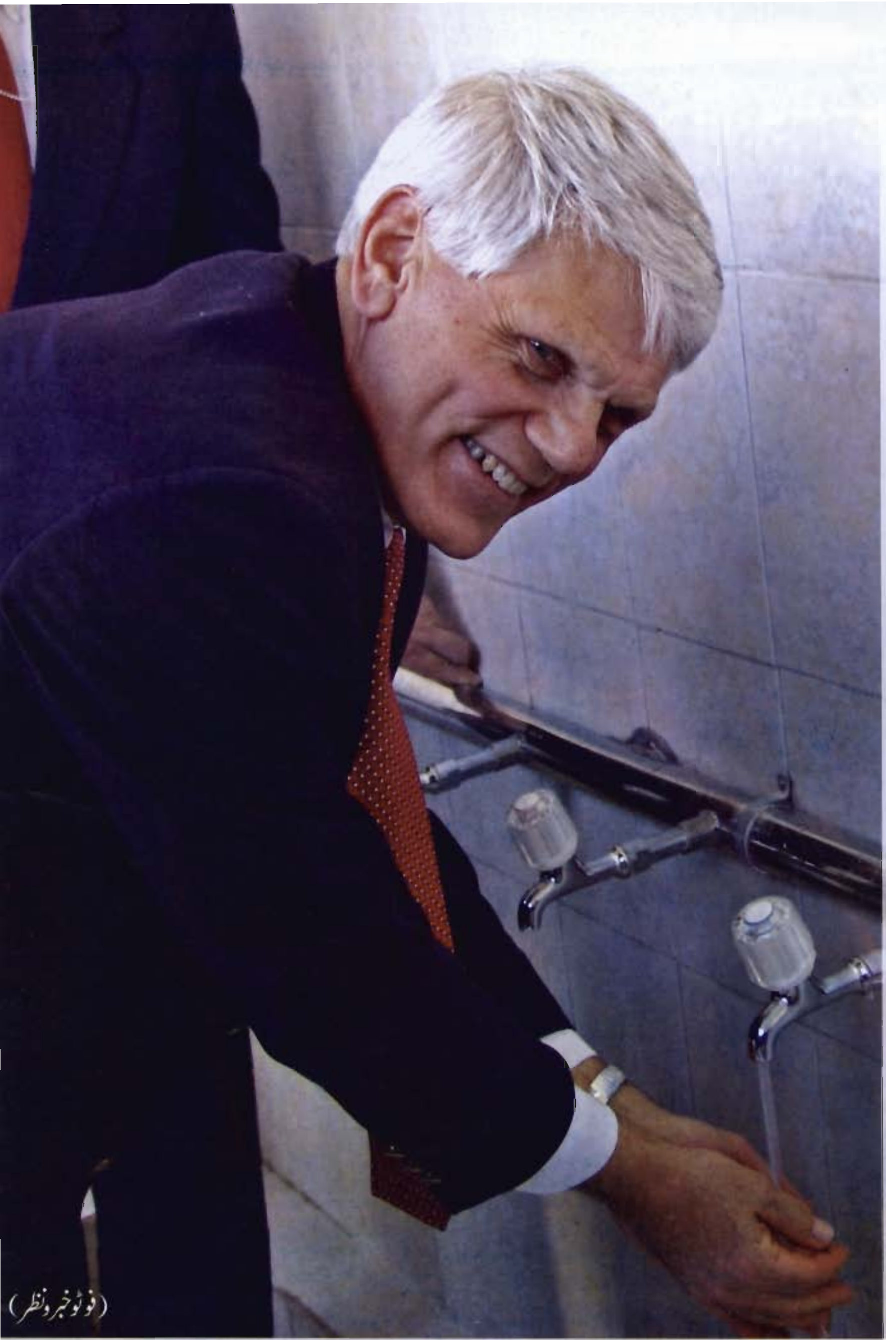

(فوٹو خبر ونظر)

یوایس ایڈ

کی جانب سے

پینے کے صاف پانی

کے 16.7 ملین ڈالر مالیت

کے منصوبہ کا آغاز

حکومت امریکہ نے امریکی عوام کی جانب سے پاکستان کے چاروں صوبوں بشمول فاٹا اور آزاد جموں و کشمیر کے 31 منتخب اضلاع میں پینے کے صاف پانی کی فراہمی کیلئے 16.7 ملین ڈالر عطیہ کئے ہیں۔ یوایس ایڈ کے قائم مقام ڈپٹی ایڈ منسٹریٹر جیمز آر کنڈر نے 14 فروری 2007ء کو راولپنڈی کے سیکٹر تھری میں گورنمنٹ گرلز ہائی اسکول میں ایک تقریب میں اس ملک گیر منصوبہ کا افتتاح کیا۔

(فوٹو خبر ونظر)

یوایس ایڈ کے ڈپٹی ایڈ منسٹریٹر جیمز کنڈر نے اپنے کلیدی خطبہ میں کہا کہ پانی اور صفائی ستھرائی کے مسائل سے پیدا ہونے والی بیماریاں پاکستان میں بچوں کی 60 فیصد اموات کا سبب ہیں۔ امریکی عوام کی اعانت سے پاکستان میں پینے کے صاف پانی کی فراہمی اور صفائی ستھرائی کے فروغ کے منصوبہ کے ذریعہ صفائی اور نکاسئ آب، مقامی آبادی کو اس حوالے سے متحرک کرنے، اُن کی صلاحیتوں کو بڑھانے اور پینے کے صاف پانی کی فراہمی کیلئے پاکستان کی معقول سرمایہ کاری میں مدد دینے کیلئے فنی امداد فراہم کی جائے گی۔

یوایس ایڈ کے اعلیٰ عہدیدار جیمز کنڈر نے کہا کہ صدر پرویز مشرف کے تصور 'سب کیلئے پینے کا صاف پانی' سے ہم آہنگ یہ منصوبہ حکومتِ پاکستان کے پینے کا صاف پانی کے پروگرام کے اشتراک سے چلایا جارہا ہے۔

اس منصوبہ پر امریکی ادارہ برائے بین الاقوامی ترقی (یوایس ایڈ) Abt. Associates کے ذریعہ عملدرآمد کرے گا۔ منصوبہ کیلئے مالی اعانت حکومتِ امریکہ کی جانب سے پاکستان میں آئندہ پانچ برسوں کے دوران اقتصادی ترقی، تعلیم، صحت اور نظم ونسق کو بہتر بنانے کیلئے دی جانے والی ڈیڑھ ارب ڈالر مالیت کی امداد کا حصہ ہے۔

(فوٹو خبر و نظر)

امریکہ کی بہترین امداد

نظام کی ترقی کیلئے

فراہم کی جاسکتی ہے: جیمز آر کنڈر

یوایس ایڈ میں ایشیاء اور مشرقِ قریب کے ڈپٹی ایڈمنسٹریٹر کی صحافیوں سے گفتگو

جیمز آر کنڈر (James R. Kunder) بین الاقوامی ترقی کے لئے امریکی ادارے یوایس ایڈ میں ایشیاء اور مشرقِ قریب کے ملکوں کے بارے میں ڈپٹی ایڈمنسٹریٹر ہیں۔ حال ہی میں انہوں نے پاکستان میں یوایس ایڈ کے جاری پروگراموں کا جائزہ لینے اور امریکہ کے غیر ملکی امداد کے پروگرام کے بارے میں حکومتِ پاکستان سے بات چیت کے لئے اسلام آباد کا دورہ کیا۔ اپنے مختصر قیام کے دوران مسٹر کنڈر نے صحافیوں کے ایک گروپ سے بھی ملاقات کی اور انہیں پاکستان اور دنیا کے دوسرے ملکوں میں یوایس ایڈ کی سرگرمیوں کے بارے میں بتایا۔ ان کی بات چیت کے کچھ اقتباسات ذیل میں پیش کئے جارہے ہیں۔

- یوایس ایڈ، امریکہ کے غیر ملکی امداد کے پروگرام کے تحت دنیا بھر میں تقریباً 80 ملکوں کو 25 ارب ڈالر کے لگ بھگ امداد فراہم کررہا ہے۔ پاکستان، امریکی حکومت کی سب سے زیادہ غیر ملکی امداد حاصل کرنے والے ملکوں میں شامل ہے۔
- دہشتگردی کے خلاف جنگ کی اہمیت کے پیشِ نظر امریکہ اور پاکستان نے جامع اور طویل المعیاد سٹرٹیجک اشتراکِ عمل بڑھایا ہے جو کئی برسوں اور عشروں پر محیط ہے۔ انسانی ترقی اور بیماریوں پر قابو پانے کے بارے میں ہماری دلچسپی ایک جیسی ہے۔ اس کے علاوہ ہم نے جمہوریت اور سرکاری امور میں لوگوں کی زیادہ سے زیادہ شرکت کیلئے یکساں عزم کر رکھا ہے۔
- ہم پاکستان میں الیکشن کمیشن کے سرکاری ادارے کی مدد کررہے ہیں، مثال کے طور پر انتخابی شیڈول کی تیاری میں ہمارا تعاون جاری ہے۔ ہمارے درمیان، 8 اکتوبر 2005ء کے خوفناک زلزلے کی تباہ کاریوں سے بحالی کی کارروائیوں پر بھی بات چیت کا سلسلہ جاری ہے۔ متاثرہ علاقوں میں تباہ ہونے والے 50 سکول آئندہ برسوں میں دوبارہ تعمیر کرنے کے امریکی حکومت کے عزم کے تحت ہم، اِن علاقوں میں نئے سکول کھول رہے ہیں۔
- حکومتِ پاکستان نے، وفاق کے زیرِ انتظام قبائلی علاقوں (فاٹا) میں اقتصادی ترقی کی زیادہ سے زیادہ سرگرمیوں کے امکان پر بات چیت کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ ہم نے حکومت کے منصوبوں کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے اور امریکی حکومت کی اضافی امداد کے امکانات کا جائزہ لینے کیلئے پاکستانی حکام سے بات چیت کی ہے۔
- ہم نے حکومتِ پاکستان سے جامع اشتراکِ عمل شروع کر رکھا ہے جو چار بنیادی ترقیاتی شعبوں پر مبنی ہے۔ ان میں علاج معالجے اور تعلیم کی سہولتوں کو بہتر بنانا، پاکستان میں حکومت، خاص طور پر جمہوریت اور بہتر نظم و نسق کیلئے نقدی کی صورت میں براہ راست امداد کی فراہمی اور اقتصادی ترقی اور روزگار کے زیادہ سے زیادہ مواقع پیدا کرنا شامل ہے۔
- ان چار بنیادی شعبوں کے علاوہ یوایس ایڈ، زلزلے سے متاثرہ علاقوں میں امداد یا تعمیرِ نو کیلئے امریکی حکومت کی جانب سے 50 کروڑ ڈالر سے زیادہ فراہم کررہا ہے۔
- امریکہ کا غیر ملکی امداد کا پروگرام جس طریقے سے کام کرتا ہے اسی طرح ہم نے حکومت پاکستان سے اس کی اولین ترجیحات پر بات چیت کی ہے۔ ہم امداد دینے والے کئی ملکوں اور اداروں میں سے ایک ہیں جن میں عالمی بنک، ایشیائی ترقیاتی بنک اور ہمارے جیسے دوطرفہ امدادی ملک شامل ہیں۔ میرے خیال میں اُن شعبوں کے تعین کا دارومدار، جن میں ہم کام کریں گے، حکومت پاکستان کی ترجیحات پر ہے۔ سڑکوں اور بجلی کی فراہمی سمیت بنیادی سہولتوں کے بڑے ڈھانچوں کیلئے کام کرنا، امریکہ جیسے دوطرفہ امدادی ملکوں کیلئے مفید نہیں ہو سکتا۔ ہمارے خیال میں امریکہ کی بہترین امداد نظام کی ترقی کیلئے فراہم کی جاسکتی ہے۔

مضمون نگار مصباح صبوحی ریاست منی سوٹا میں میزبان خاتون سونیا کے ہمراہ

مصباح صبوحی سنسنیٹی کے ہوائی اڈے پر

تحریر: مصباح صبوحی

"امریکی انتہائی مذہبی لو

ایک پاکستانی ہونے کی حیثیت سے امریکہ کئی معاملوں میں میری روزمرہ گفتگو کا موضوع رہا تھا۔ مجھے امریکہ کے بارے میں بیشتر معلومات ذرائع ابلاغ کے ذریعے حاصل ہوئیں جن کا مشاہدہ اور مطالعہ میں بہت شوق سے کرتی تھی۔ کسی اصل امریکی سے میری کبھی ملاقات نہیں ہوئی تھی جو مجھے بتا سکے کے ان کے بارے میں حقیقت کیا ہے۔ خوش قسمتی سے مجھے امریکی محکمہ خارجہ کے ''انٹرنیشنل وزیٹرز لیڈر شپ پروگرام'' کے تحت ستمبر 2005 میں امریکہ جانے کا موقع ملا۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ میں اس ملک کے بارے میں سچائی جاننے کیلئے ایسے ہی کسی موقع کی تلاش میں تھی۔

مختلف ہوائی اڈوں پر پروازیں بدلنے کی وجہ سے میں تقریباً 24 گھنٹے بعد امریکہ پہنچی۔ جب واشنگٹن میں ریگن انٹرنیشنل ائرپورٹ پر پہنچی تو 11 ستمبر کا واقعہ اور اس کے بعد پاکستان کو درپیش صورتحال پوری طرح میرے ذہن میں تھی۔ مجھے توقع تھی کہ نہ صرف میرے سامان کی بلکہ میری سخت جانچ پڑتال کی جائے گی کیونکہ میں پاکستان سے وہاں پہنچنے والی ایک ایسی خاتون تھی جس نے سکارف پہن رکھا تھا۔ لیکن مجھے سخت حیرانی ہوئی کہ ایسا کچھ بھی نہیں ہوا۔ میرے ساتھ عام مسافروں جیسا برتاؤ کیا گیا اور میرے سکارف پر ہرگز کوئی توجہ نہیں دی گئی۔

محکمہ خارجہ کے روانی سے اردو بولنے والے مترجم بھی پاکستانی تھے جو امریکہ میں آباد تھے۔ کیونکہ ہمیں امریکہ جانے والے گروپ میں شامل واحد خاتون تھی اس لئے میرے استقبال کیلئے ایک خاتون مترجم بھی وہاں موجود تھی۔ مجھے بعد میں بتایا گیا کہ یہ انتظام، پاکستان کی ثقافتی روایات کو مدنظر رکھ کر ایک خاتون کیلئے خاص طور پر کیا گیا تھا۔

ہمارے اس دورے کا موضوع، امریکی تعلیمی نظام میں مذہب کی حیثیت کا جائزہ لینا تھا۔ پروگرام کے مطابق ہم نے چار ریاستوں واشنگٹن (اور ورجینیا)، یوٹا، منی سوٹا اور پنسلوینیا جانا تھا۔ سفر اور قیام کے انتظامات نہایت عمدہ تھے اور ہر طرح سے ہمارے آرام کا خیال رکھا گیا۔

واشنگٹن میں ہماری مصروفیات کا مقصد ہمیں امریکہ کے تعلیمی نظام اور نصاب کی تیاری کے طریقہ کار سے روشناس کرانا تھا۔ دوسری ریاستوں میں ہمیں سکولوں اور یونیورسٹیوں میں لے جایا گیا تاکہ ہم امریکہ کی تعلیمی پالیسی پر عمل درآمد کا براہ راست مشاہدہ کر سکیں۔ مجھے معلوم ہوا کہ سکولوں کیلئے نصاب کی تیاری میں وفاقی حکومت کا کوئی آئینی کردار نہیں ہے۔ ریاستیں (جنھیں ہماری زبان میں صوبے کہا جاتا ہے) اپنی کتابیں خود شائع کرتے ہیں۔ تعلیمی نظام میں وفاقی حکومت کا نمایاں سرگرم کردار ''کوئی بچہ پیچھے نہ رہے'' کے موضوع پر حال ہی میں شروع کی گئی پالیسی تھی۔ اس پالیسی کے تحت تمام سرکاری سکولوں کے نتائج کے موازنے کے ذریعے ان کی کارکردگی پر نگاہ رکھی جاتی ہے۔ اس سے مراد یہ بھی ہے کہ اگر والدین غیر تسلی بخش نتائج کی بنا پر بچے کا سکول تبدیل کرنا چاہیں تو کسی نجی سکول میں داخلے کی صورت میں اخراجات کی ادائیگی کیلئے وہ وفاقی حکومت سے گرانٹ بھی لے سکتے ہیں۔ اس سے ریاستوں میں ناگواری کا احساس پیدا ہو رہا ہے کیونکہ وہ اسے اپنی خودمختاری میں مرکز کی مداخلت اور سرکاری سکولوں پر دباؤ تصور کرتی ہیں۔ امریکہ میں ریاستوں کی خودمختاری کو مقدس امانت سمجھا جاتا ہے اور مرکز اُن پر اپنے ضابطے مسلط نہیں کر سکتا۔

ہمیں عیسائیوں، مسلمانوں اور یہودیوں حتیٰ کہ مورمن(Mormon)اور کویکر (Quaker) جیسے مقامی عقائد سے تعلق رکھنے والے سرکاری اور نجی سکولوں میں لے جایا گیا۔ سرکاری سکولوں میں امریکی نظام کی سیکولر پالیسی پر عمل کیا جاتا ہے جس سے مراد عقائد کی نفی کرنا نہیں بلکہ اس کا حقیقی مطلب یہ ہے کہ ایک کثیر مذہبی معاشرے میں امریکہ کیلئے یہ فیصلہ کرنا ممکن نہیں کہ سرکاری طور پر کس مذہب کی تعلیم دی جائے۔ اس بارے میں فیصلہ کرنے کا اختیار والدین اور معاشرے کو حاصل ہے۔ نجی سکولوں اور یونیورسٹیوں میں مذہبی تعلیم کے مواقع بھی موجود ہیں۔ بہت سے نجی ادارے عیسائیت، اسلام اور یہودیت کے نظاموں کی بنیاد پر چلائے جارہے ہیں۔ بلاشبہ، نجی سکول اور یونیورسٹیاں زیادہ مہنگی ہیں جو افراد یا تنظیموں کی گرانٹس یا عطیات پر انحصار کرتی ہیں۔ سرکاری سکولوں اور یونیورسٹیوں کے تمام فنڈ ریاستیں فراہم کرتی ہیں۔

ہم نے ورجینیا میں مسلمانوں کے ایک نجی کنڈرگارٹن سکول ''آدم اکیڈمی'' کا دورہ کیا۔ میں وہاں عیسائی۔ مسلم تعاون دیکھ کر بہت متاثر ہوئی۔ مسلمان بچوں کیلئے یہ چھوٹا سا سکول جس مکان میں قائم کیا گیا تھا وہ ایک عیسائی خاتون کی ملکیت تھا جو اس نے مسلمان بچوں کی تعلیم کیلئے عطیے کے طور پر دے رکھا تھا۔ وہ خاتون جمعے کے دن کی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی غرض سے ان بچوں کیلئے خصوصی چاکلیٹ اور ٹافیاں بھی بناتی ہیں۔

یہ تاثر کہ امریکی باہر کی دنیا کے بارے میں کچھ نہیں جانتے، سراسر غلط ہے۔ میں جن سکولوں میں گئی ان کے چھوٹے بچوں سے یہ سوال پوچھتی ''کیا تم پاکستان کے بارے میں جانتے ہو؟'' وہ جواب دیتے ''ہاں کیوں نہیں'' تب میں سوال کرتی ''کیا 11 ستمبر کے بعد؟'' تو ان سب کا جواب ہوتا ''نہیں ہم اس سے پہلے بھی پاکستان کے بارے میں جانتے تھے''۔ ایک اور بات جو مجھے معلوم ہوئی، وہ یہ تھی کہ امریکی انتہائی مذہبی لوگ ہیں اور ہالی ووڈ کی وجہ سے امریکہ کا جو تشخص قائم ہوا ہے حقیقت میں وہ اس سے مختلف ہے۔

میں امریکہ کی تین یادیں پاکستان کے ہر شخص کو بتانا چاہوں گی کہ 4 اکتوبر 2005 کو جب ماہ رمضان شروع ہوا اس وقت ہم فلاڈیلفیا میں تھے اور وہاں گلیوں میں اور سڑکوں پر لوگ ان الفاظ کے ساتھ مجھے مبارکباد دیتے تھے ''رمضان کریم'' یا ''رمضان مبارک ہو۔'' ہوٹل کا عملہ ہمیں سحری دینے کیلئے تیار ہوتا تھا۔ روزے کی اسلامی ثقافت کے بارے میں امریکیوں کی آگہی پر مجھے حیرت تھی۔ دوسری یاد نیویارک کی تھی جہاں 11 ستمبر کا واقعہ پیش آیا تھا لیکن ٹائم سکوائر میں لوگوں نے میرے سکارف باندھنے کے انداز کی تعریف کی۔ تیسری یاد اس دن سے متعلق تھی جب ہم 8 اکتوبر کو نیویارک سے روانہ ہو رہے تھے اور اسی دن پاکستان میں بڑے پیمانے پر زلزلہ آیا تھا۔ ہوائی اڈے پر لوگ اس المیئے سے آگاہ ہو چکے تھے اور وہ مجھ سے میرے اہل خانہ اور دوستوں کی خیریت دریافت کر رہے تھے حالانکہ وہ مجھے ذاتی طور پر نہیں جانتے تھے۔

(مصباح صبوحی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی میں شریعت اور قانون کے شعبے میں ڈپٹی ڈین ہیں۔ وہ محکمہ خارجہ کے ''انٹرنیشنل وزیٹرز لیڈرشپ پروگرام'' کے تحت امریکہ میں مذہب اور تعلیم کے موضوع پر تحقیق کیلئے ستمبر 2005 میں امریکہ گئیں۔)

گ ھیں"

مضمون نگار مصباح صبوحی اپنی مترجم نورین بٹ کے ہمراہ

ممتاز ماہر آثار قدیمہ مارک کینوئر

کی "خبر و نظر" سے خصوصی گفتگو

امید ھے پاکستانی جامعات میں علم آثارِ قدیمہ پڑھایا جائے گا

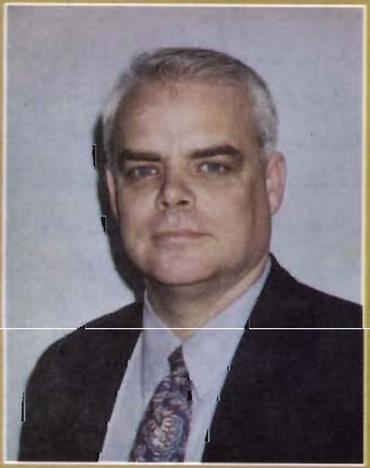

ڈاکٹر جوناتھن مارک کینوئر امریکہ میں یونیورسٹی آف وسکونسن، میڈیسن میں علم البشریات کے استاد اور ہڑپہ آرکیالوجیکل ریسرچ پراجیکٹ کے شریک ڈائریکٹر ہیں۔ ڈاکٹر کینوئر انڈیا میں پیدا ہوئے اور دو عشروں سے زیادہ عرصہ سے برصغیر میں آثار قدیمہ کی کھدائی میں مصروف ہیں۔ انہوں نے متعدد کتابیں اور مضامین تصنیف کی ہیں اور سندھ کی قدیم تہذیب پر عالمی سطح کے ماہر تصور کیے جاتے ہیں۔ وہ کئی جنوب ایشیائی زبانیں روانی سے بولتے ہیں اور 1974ء سے پاک و ہند میں متعدد آثار قدیمہ اور نسلی آبادیوں کی تحقیق کے منصوبوں میں شریک ہیں۔ ڈاکٹر جوناتھن مارک کینوئیر جو امریکن انسٹیٹیوٹ آف پاکستان اسٹیڈیز کے سربراہ بھی ہیں نے گزشتہ دنوں اسلام آباد میں ایک کانفرنس میں شرکت کی۔ "خبر و نظر" نے ان کی اسلام آباد میں موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ان سے تفصیلی بات چیت کی جس کے چیدہ چیدہ اقتباسات نذر قارئین ہیں۔

سوال: ڈاکٹر مارک کینوئر آپ ہمیں اپنی ابتدائی زندگی کے بارے میں کچھ بتائیے۔ آپ کہاں پیدا ہوئے اور کہاں سے تعلیم حاصل کی؟

جواب: میں ہندوستان میں پیدا ہوا۔ ۱۸ سال ہندوستان میں رہا۔ آسام میں میرے والد مشنری ڈاکٹر تھے۔ میں بچپن میں بنگلہ بولتا تھا اب ہندی اور اردو بھی بول لیتا ہوں۔ ابتدائی تعلیم میسوری میں دوڈ اسٹاک اسکول سے حاصل کی۔ گریجویشن کے بعد میں امریکہ چلا گیا وہاں پر آثار قدیمہ کی تعلیم حاصل کی۔ پہلے شکاگو میں Wheaton College اور بعد ازاں کیلیفورنیا میں Berkely میں اکتساب علم کیا۔ وہاں سے میں نے ڈاکٹر جارج ایف ڈیلز کی زیر نگرانی آرکیالوجی میں ایم۔ اے اور پی۔ ایچ۔ ڈی کی جو ایک ممتاز ماہر آثار قدیمہ ہیں اور پاکستان میں کام کر رہے ہیں۔

سوال:۔ AIPS کانفرنس کے بارے میں کچھ بتائیں گے کہ اس کے انعقاد کا کیا مقصد ہے؟

جواب:۔ AIPS ایک تحقیقی ادارہ ہے جس میں امریکی اسکالرز اور پاکستانی ماہرین اپنے تحقیقی کاموں اور خیالات کا تبادلہ کرتے ہیں۔ امریکہ کے ماہرین اسکالرشپ پر یہاں آتے ہیں اور پاکستان کے اسکالرز امریکہ جاتے ہیں۔ اسطرح ہمارے اسٹوڈنٹ پاکستان اور اس کے معاشرہ اور سیاست کے بارے میں سیکھتے ہیں۔

سوال:۔ AIPS کانفرنس کا انتظام و انصرام کس طرح کیا جاتا ہے اور اس کیلئے مالی اعانت کون کرتا ہے؟

جواب:۔ امریکی اور پاکستانی حکومت کے درمیان 1973ء میں ایک معاہدہ طے پایا تھا تب سے ہمیں تعلیمی تبادلوں کیلئے مالی امداد رہی ہے۔ تاہم کوئی سرکاری اہلکاران پروگراموں کی نوعیت کے بارے میں فیصلہ کے عمل میں شامل نہیں ہوتا یہ کام ایگزیکٹو کمیٹی کرتی ہے۔ ہم عام طور پر یہاں کانفرنس منعقد کرتے اور ماہرین کو یہاں سے امریکہ بھی لے جاتے اور وہاں سے بھی لوگ یہاں لے آتے۔ ہم وزارت تعلیم سے تجاویز لیتے۔ امریکہ میں لوگ اور طالب علموں کو پاکستان کے بارے میں علم نہیں ہے۔ وہ یہ نہیں جانتے کہ پاکستان کی تہذیب بہت قدیم ہے۔ ہم امریکی ادارہ برائے پاکستان کے ذریعے امریکہ میں پاکستان کے بہتر امیج کو متعارف کرا رہے ہیں۔

سوال:۔ آپ نے پاکستان اور سندھ کے حوالے سے بہت کام کیا۔ آپ کو یہاں کی تہذیب پر ریسرچ کرنے کا خیال کس طرح آیا؟

جواب:۔ جب میں انڈیا سے امریکہ گیا تھا تو میرے ایک استاد تھے ڈاکٹر ڈیلز۔ وہ ایک چھوٹے سے قصبہ میں رہتے تھے انہوں نے مجھے کام کرنے کی تلقین کی۔ سمندر کے کنارے ایک چھوٹا سا قصبہ تھا بالاکوٹ سونمیانی کے قریب جو کراچی کے قریب بھی ہے۔ میں وہاں آثار

قدیمہ کی کھدائی کرنے کے لئے ان کے ساتھ آیا تھا۔ تو جب میں کھدائی کر رہا تھا تو آہستہ آہستہ وادی سندھ کی تہذیب پر دلچسپی پیدا ہوگئی۔ پروفیسر ڈاکٹر جارج ایف ڈیلز موئنجو داڑو میں 1964ء سے کھدائی کر رہے تھے۔ لیکن یہ کام مختلف وجوہات کی بناء پر مکمل نہیں ہوسکتا تھا اور علاقہ کی بالکل نچلی سطح تک نہیں پہنچا جاسکتا تھا کیونکہ وہاں سیم تھی۔ انہوں نے کھدائی بند کر دی تھی۔ تب محکمہ آثار قدیمہ نے ڈاکٹر ڈیلز اور مجھے ہڑپہ آنے کی دعوت دی کیونکہ ہڑپہ کے بارے میں بہت کم معلومات تھیں۔ اور 1935ء سے وہاں کوئی بڑی کھدائی نہیں ہوئی تھی۔ 1986 سے ہم ہڑپہ میں کھدائی کر رہے ہیں۔

سوال:۔ سندھ کے حوالے سے آپ نے جو ریسرچ کی اس حوالے سے بتائیں کہ سندھ میں اب تک کونسی تہذیبیں اور زبانیں قائم ہیں؟

جواب:۔ سب سے پہلے تو میں کہوں گا کہ ہم قدیم زمانے کی زبانوں کے بارے میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتے۔ ہم وادی سندھ کی تہذیب کی تحریر ابھی تک پڑھ نہیں سکتے۔ یہ پتھر اور مٹی کے برتنوں پر لکھی ہوئی ہے لیکن پڑھی نہیں جاسکتی۔ اس تہذیب کی زبان غرق ہوگئی ہے اسی لئے ہم ہڑپہ میں کھدائی کر رہے ہیں۔ ہمیں یہ امید ہے کہ وہاں پر کوئی ایسی تختیاں یا پتھر ملیں گے جیسا کہ Rosetta Stone جس پر کچھ کندہ ہوگا۔ تو ہم اُس کا ترجمہ کریں گے۔ ابھی تک ہڑپہ میں ہمیں کچھ نہیں ملا۔ ایسا لگتا ہے اہل ہڑپہ نے کبھی کسی کو اپنی زبان نہیں سکھائی۔ ہڑپہ میں، میں ابھی بھی ایک مہر کے کارخانے کی کھدائی کر رہا ہوں۔ اور ان مہروں کے اندر تحریر بھی ملی تو ہم ان کی زبان کے متعلق کچھ جان سکیں گے۔

سوال:۔ کیا آپ آثار قدیمہ کے حوالے سے پاکستانی یونیورسٹیوں میں نصاب سے مطمئن ہیں۔ یا اس میں بہتری کی ضرورت ہے؟

جواب:۔ میں ایک کورس پڑھاتا ہوں امریکہ میں "وادی سندھ کی تہذیب" اس میں 25 لیکچر ہوتے ہیں اس میں آثار قدیمہ کے علم کی ابتداء کے متعلق پڑھایا جاتا ہے۔ دراصل آثار قدیمہ سامراجی دور کی پیداوار ہے۔ یہاں پر برطانوی دور سے پہلے آثار قدیمہ کا علم ہی نہیں تھا۔ انہوں نے یہاں اس علم کی داغ بیل ڈالی۔ یہ کام حکمران کر سکتے تھے کیونکہ انہیں یہ معلوم کرنا ہوتا ہے کہ جن پر وہ حکومت کر رہے ہیں وہ کیسے لوگ ہیں۔ اب اس مضمون میں قوم پرستی کا عنصر شامل ہوگیا ہے۔ پاکستان میں بہت پرانی تہذیبیں ہیں۔ یہ بھی لوگ کہتے ہیں کہ چین میں سب سے زیادہ آثار قدیمہ ہیں۔ امریکہ میں بھی ہیں۔ مگر پاکستان میں آثار قدیمہ کی تعلیم میں کوئی دلچسپی نہیں لیتا لیکن مجھے یہ امید ہے کہ ہماری کھدائی اور پاکستانی لوگوں اور طالب علموں کو جو تربیت دے رہے ہیں تو اس کی وجہ سے

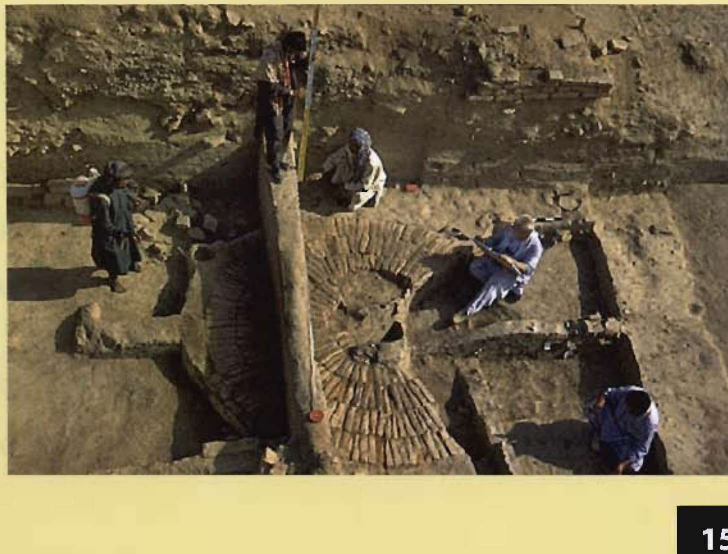

تمام یونیورسٹیوں میں یہ مضمون متعارف کرایا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری نئی کتاب (جو وادی سندھ کے بارے میں ہے) ہر یونیورسٹی کے نصاب میں شامل کی جانی چاہیئے۔ میں نے بچوں کے لئے بھی کلرنگ کتاب تحریر کی ہے تاکہ وہ اس مضمون میں دلچسپی لیں۔

سوال:۔ آپکی گفتگو اور آپکی تحقیق سے یوں لگتا ہے کہ آثار قدیمہ سامراجی دور کی پیداوار ہے۔ کیا یہ بات درست ہے؟

جواب:۔ دنیا بھر میں آثار قدیمہ کی تعلیم سامراجی دور کی پیداوار ہے۔ اس سے پہلے آثار قدیمہ نہیں تھا جب انگریز یہاں آیا۔ فرانسیسی ادھر مصر گئے تھے تو وہاں کے رئیس لوگ گھوم پھر کر بڑے بڑے کھنڈرات سے کوئی سکہ یا کوئی مورتی نکالیتے تھے اور اسے اپنے ڈرائینگ روم کی زینت بنالیتے تھے۔ پھر انکو ان خزانوں کی اہمیت اور قدر و قیمت کا پتہ چلا۔ اس طرح آثار قدیمہ کے علم کا آغاز ہوا۔ آہستہ آہستہ لوگوں نے سوچا کہ دیکھو یہاں پر انگلینڈ میں ہمارے پاس اتنے پتھر ہیں اور وہ پتھر انڈیا میں بھی مل سکتے ہیں تو یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ پہلے تو لوگ سمجھ رہے تھے کہ یورپ تہذیبوں مرکز ہے لیکن بعد میں انکو پتہ چلا کہ ایسا نہیں ہے۔ یورپ تیسری صدی قبل مسیح کے دوران ایک غیر ترقی یافتہ خطہ تھا اور سندھ، نیل، دجلہ، فرات اور زرد دریا کی وادیاں تہذیبوں کا حقیقی مرکز تھیں۔ جب نئی دنیا دریافت ہوئی تو یہ علم امریکہ اور جنوبی امریکہ منتقل ہوگیا۔ اُن براعظموں کی اپنی تہذیبیں تھیں۔ اس لئے یہ بہت اہم مضمون ہے۔

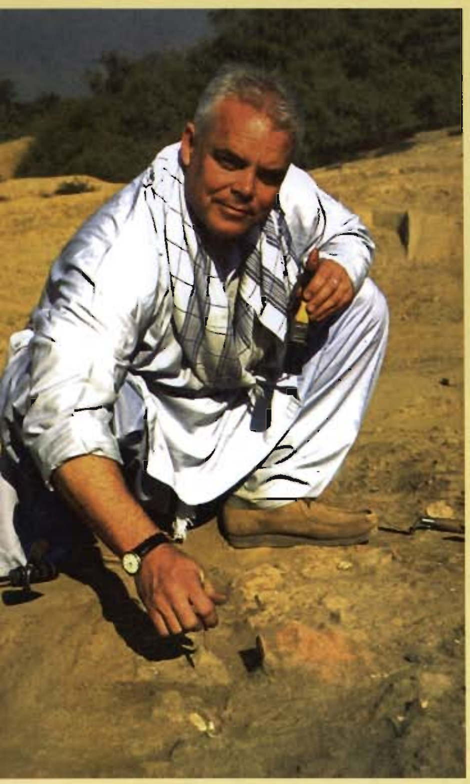

سوال۔ آپ پاکستان میں طویل عرصے سے رہ رہے ہیں۔ پاکستان کی کیا چیز آپ کو سب سے زیادہ اچھی لگی؟

جواب:۔ میں پاکستان کو اپنا گھر سمجھتا ہوں اس کی ہر چیز پسند کرتا ہوں۔ جو گرد ہے، جو گرمی ہے میں پسند کرتا ہوں اور یہ ملتان کا جو شہر ہے گردا، گرمی، گورستان یہ سب میں پسند کرتا ہوں۔ پاکستان کے لوگ بہت مہمان نواز ہیں۔ یہاں پر آپ ہر گھر میں جاسکتے ہیں، کسی کے گھر ٹھہر سکتے ہیں، کھانا بھی کھا سکتے ہیں۔ ہر ایک آپ کا خیر مقدم کرے گا، مجھے یہ خوبی پسند ہے۔ میں کھانے میں دال روٹی اور سبزیاں پسند کرتا ہوں۔

یوایس ایڈ کے مشن ڈائریکٹر جوناتھن ایڈلٹن ایڈز اور ایچ آئی وی کی روک تھام کے منصوبہ کے حوالے سے ایک تنظیم کو امداد کی دستاویزات دے رہے ہیں۔

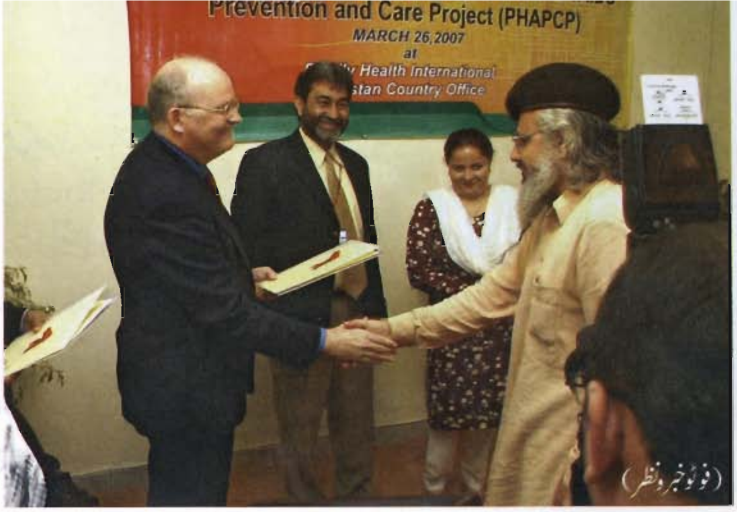

یوایس ایڈ کی جانب سے پاکستان میں

ایچ آئی وی اور ایڈز کی روک تھام کے پروگرام میں توسیع کردی گئی

پاکستان میں امریکی ادارہ برائے بین الاقوامی ترقی (یوایس ایڈ) کے ڈائریکٹر جوناتھن ایڈلٹن نے اسلام آباد میں 26 مارچ 2007ء کو پاکستان میں ایچ آئی وی / ایڈز کے سدباب اور دیکھ بھال کے 2.7 ملین ڈالر مالیت کے منصوبہ (PHAPCP) کو وسعت دیتے ہوئے تین تنظیموں کو مالی امداد فراہم کی ہے جو تربت، پشاور اور کراچی کی آبادیوں کے اُن گروہوں کو اس بیماری سے بچاؤ میں مدد دیں گے جن کے متعلق قوی امکان ہے کہ وہ اس مرض سے متاثر ہو سکتے ہیں۔ گزشتہ ایک سال سے یوایس ایڈ کی مالی اعانت سے چلنے والے ایک منصوبہ کے ذریعہ راولپنڈی، لاہور، ملتان، کراچی اور لاڑکانہ میں اس بیماری کی منتقلی کے سدباب کیلئے مقامی تنظیموں کو امداد فراہم کی جارہی ہے۔

جوناتھن ایڈلٹن نے امداد فراہم کی جانے کی تقریب میں اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ مجھے یہ اعلان کرتے ہوئے خوشی محسوس ہورہی ہے کہ 2007ء میں تین نئے مقامات پر تین نئے اشتراکِ کار شامل ہورہے ہیں۔ یہ گرانٹ امریکہ کی جانب سے اہل پاکستان کی صحت اور معیارِ زندگی کو بلند کرنے کے عزم کا اعادہ ہے۔ وقت آگیا ہے کہ ہم اس ہولناک بیماری کے مزید پھیلاؤ کو روکنے کیلئے اپنی کوششوں کو دوگنا کریں۔

اگرچہ پاکستان میں ایچ آئی وی اور ایڈز کی بیماری کم پائی جاتی ہے تاہم یہاں اس کے وسیع پیمانہ پر پھیلنے کا زبردست خطرہ ہے۔ پاکستان میں ایچ آئی وی / ایڈز کا مرض اس مقام پر پہنچ چکا ہے جہاں آبادی کے بعض حصوں میں یہ وباء کی شکل اختیار کررہا ہے اور عام لوگوں میں بڑے پیمانے پر اس مرض کے پھیلاؤ سے روکنے کی کوششوں کی ضرورت ہے۔

تینوں نئے اشتراکِ کار لوگوں تک رسائی اور معلوماتی پروگرام مرتب کریں گے تاکہ خطرناک طور طریقے جیسا کہ منشیات کے ٹیکوں کا استعمال یا غیر محفوظ جنسی تعلقات کو ختم کیا جائے اور اُن لوگوں کو جو اس مرض میں مبتلا ہو سکتے ہیں، باربار ٹیسٹ کرانے کیلئے قائل کیا جائے۔ ایسے لوگوں کے علاوہ، نئے اشتراکِ کار 13 سے 24 سال تک کے اسکول نہ جانے والے لڑکوں اور بے گھر بچوں کو اس مرض سے بچاؤ کے طریقے بتائیں گے۔ کراچی اور پشاور میں اس منصوبہ کے تحت ایچ آئی وی اور ایڈز کے خفیہ ٹیسٹ کرنے کے مراکز بھی قائم کئے جائیں گے۔ تربت، بلوچستان میں اس منصوبہ کے تحت ایچ آئی وی اور ایڈز میں مبتلا لوگوں کو طبی امداد اور نفسیاتی مشاورت فراہم کی جائے گی۔

یوایس ایڈ نے 2006ء میں پاکستان میں ایچ آئی وی/ایڈز کے سدباب اور دیکھ بھال کے منصوبہ کے تحت ریسرچ ٹرائینگل انٹرنیشنل (RTI) اور اس کے ماتحت اشتراکِ کار فیملی ہیلتھ انٹرنیشنل (FHI) کو 2.7 ملین ڈالر کی گرانٹ دی تاکہ معاشرہ کے اُن لوگوں میں ایچ آئی وی/ایڈز کی منتقلی روکنے میں مدد دی جائے جو اس مرض میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔

ایچ آئی وی/ایڈز کیلئے امداد حکومتِ امریکہ کی جانب سے پاکستان کو آئندہ پانچ برسوں کے دوران اقتصادی ترقی، تعلیم، صحت عامہ اور نظم ونسق کی بہتری کیلئے فراہم کی جانے والی ڈیڑھ ارب ڈالر کی امداد کا حصہ ہے۔

فوٹو گیلری

لاہور میں امریکی قونصل خانہ کے پرنسپل آفیسر برائن ہنٹ لاہور گرائمر اسکول میں امریکہ میں اعلیٰ تعلیم کے موضوع پر اظہارِ خیال کر رہے ہیں۔ (فوٹو خبر و نظر)

لاہور میں امریکی قونصل خانہ کی افسر امورِ عامہ کیتھلین ایگن پنجاب لاء کالج میں اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے طالب علموں میں اسناد تقسیم کر رہی ہیں۔ (فوٹو خبر و نظر)

امریکی سفارتخانہ کی وائس قونصل کیرول ہیلون خواتین تاجروں کیلئے "مارکیٹ پوزیشننگ" کے موضوع پر ورکشاپ کرا رہی ہیں۔ لاہور میں امریکی قونصل خانہ نے ویمنز چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کے تعاون سے یہ ورکشاپ منعقد کرائی (فوٹو خبر و نظر)

ایکسیس انگلش مائیکرو

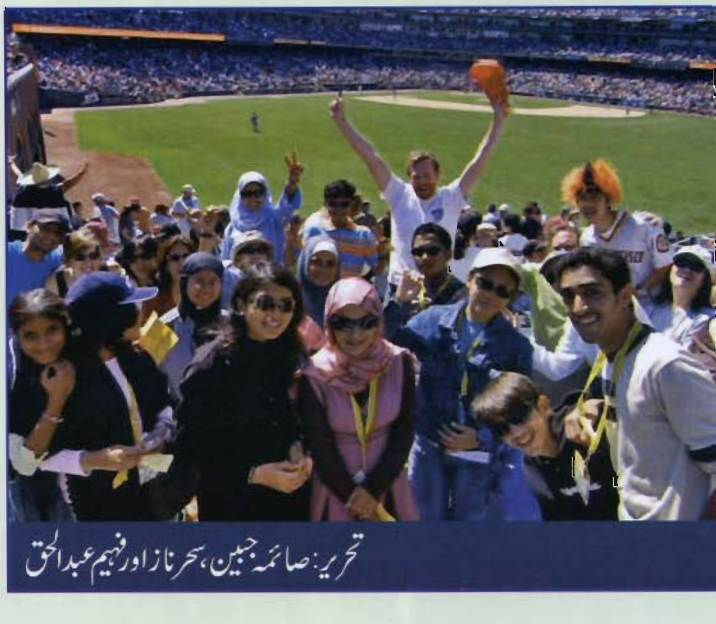

تحریر: صائمہ جبین، سحر ناز اور فہیم عبدالحق

لاہور کی ایک غیر سرکاری تنظیم کیئر (CARE) کو 2004ء میں ڈیڑھ لاکھ ڈالر مالیت کی ایک گرانٹ دی گئی جس کے تحت دو سال کی مدت میں مختلف سرکاری اسکولوں میں زیر تعلیم 200 بچوں کو امریکی طرز کے کمرۂ جماعت میں تحریری و بول چال کی انگریزی زبان سکھائی گئی۔ 2006ء میں کیئر کو مزید ڈیڑھ لاکھ ڈالر کی گرانٹ فراہم کی گئی۔

انگریزی زبان کا یہ پروگرام 2004ء میں لاہور میں شروع کیا گیا اور بعد ازاں کراچی، پشاور، راولپنڈی، ملتان اور گوادر میں ایسے پروگرام شروع کئے گئے۔

ایکسیس انگلش مائیکرو سکالرشپ پروگرام امریکی محکمہ خارجہ کا پروگرام ہے جو دنیا بھر میں غیر مراعات یافتہ طبقہ کے نوجوانوں کیلئے شروع کیا گیا ہے۔ اس دو سالہ پروگرام کا مقصد ہونہار طالب علموں کو تحریر و بول چال کی انگریزی میں مناسب طریقہ سے تیار کرنا ہے تاکہ وہ ان طالب علموں کا پاکستان کے کالجوں اور جامعات میں داخلہ کے وقت موثر انداز میں مقابلہ کرسکیں جو انگریزی میڈیم میں تعلیم حاصل کرتے ہیں اور فارغ التحصیل ہونے پر اچھی ملازمت حاصل کرنے کی صلاحیت کو بہتر بناسکیں۔

2004ء میں ایکسیس پروگرام میں شمولیت اختیار کرنے کے بعد ہمیں ایکسیس کے کمرۂ جماعت اور سرکاری اسکولوں کے کمرۂ جماعت کے ماحول میں تبدیلی کا احساس ہوا۔ حتیٰ کہ تدریس کا طریقہ کار مختلف تھا جس نے ہمارے لئے دوستانہ ماحول میں انگریزی زبان سیکھنا آسان بنادیا۔

اس جماعت میں ہم نے جو لسانی مہارتیں حاصل کیں ان میں پڑھنا، لکھنا اور بولنا شامل تھا جس سے ہماری روزمرہ زندگی میں بڑی مدد ملی۔ اب ہم انگریزی اور اپنی زبان اردو میں لوگوں سے زیادہ آسانی سے تبادلہ خیال کرسکتے ہیں اور اپنے خیالات ان تک پہنچانے کے قابل ہوگئے ہیں۔

ہم نے زبان کے متعلق سیکھے گئے اس علم کو اپنے سماجی حلقہ میں منتقل کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے اور ہم موجودہ طالب علموں کو بھی یہ مہارتیں سکھا رہے ہیں۔

امریکہ کا دورہ ہمارے لئے پاکستان سے باہر پہلا دورہ تھا۔ ہمیں ہوائی سفر کا تجربہ اچھا لگا اور ہم اس سے خوب

سکالرشپ پروگرام

امریکہ میں انگریزی زبان سیکھنے والے طالب علموں کے تاثرات

لطف اندوز ہوئے۔ ہم خود کو فضا میں اڑتے پرندوں کی مانند محسوس کر رہے تھے۔

ہم نے واشنگٹن کا دورہ کیا جہاں ہم نے دنیا بھر سے آئے ایکسیس طالب علموں کے ساتھ قیام کیا۔ ہمیں واشنگٹن ڈی سی اس لئے بھی پسند آیا کیونکہ وہاں بہت سارے تاریخی مقامات اور عجائب گھر ہیں۔ سب سے یادگار تجربہ شکاگو میں اپنے طور پر ٹرینوں اور بسوں میں سفر کرنا تھا جس سے ہمیں بہت تجربہ حاصل ہوا۔

ہم نے دوسرے ملکوں سے آئے طالب علموں اور اپنے میزبان خاندانوں میں بہت سارے دوست بنالئے۔ ہمارا "ای میل "اور" نیٹ چیٹ "کے ذریعہ ان سے اب بھی رابطہ ہے۔ ہم ایک دوسرے سے اپنے اپنے ملکوں کے تہواروں، پکوان اور لباس کے بارے میں تبادلہ خیال کرتے ہیں اور دنیا میں ہمارے متعلق پائے جانے والے تاثر کے برعکس ہم کھلے ذہن اور آزاد خیال کے مالک ہیں۔

جانے سے قبل ہمارا اُس ملک کے متعلق ایک غلط تصور تھا لیکن وہاں کے لوگوں کی میزبانی نے ہمارے خیالات تبدیل کر دیئے۔

اب ہم ایکسیس پروگرام سے فارغ التحصیل ہو چکے ہیں اور جب ہم واپس مُڑ کر دیکھتے ہیں تو ہمیں اپنی شخصیت زبردست تبدیلی نظر آتی ہے۔ جب ہم نے اس پروگرام میں داخلہ لیا تھا تو ہم انگریزی زبان روانی سے نہیں بول سکتے تھے۔ لیکن اب اپنے اساتذہ کی زبردست کوششوں کے باعث ہم نہ صرف انگریزی زبان بولنے کے قابل ہو گئے ہیں بلکہ درست انداز میں بول سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ، ہم میں خود اعتمادی آگئی ہے اور اس زبان کے بولنے میں تمام جھجک دور ہوگئی ہے۔

ہم حکومتِ امریکہ اور اپنی غیر سرکاری تنظیم کیئر کے مشکور ہیں جنھوں نے ہمیں سیکھنے کے اس ایک یکسر مختلف عمل سے استفادہ کرنے کا موقع فراہم کیا اور اس کے ساتھ ساتھ ہمیں غیر ملکی سفر کے باعث دنیا کے متعلق ہمارا تصور بھی وسیع ہوا ہے۔

ویزا سوالات

قونصل جنرل کے اینسکی جواب دیتی ہیں

سوال: کیا کراچی اور لاہور کے امریکی قونصل خانے میں ویزا کیلئے درخواست دی جا سکتی ہے ؟

جواب: ویزا درخواستیں دینے کیلئے مجاز شہر صرف اسلام آباد ہے۔

سوال: یہ بات عام ہے کہ ویزا حکام امریکہ جانے کے خواہشمند پاکستانیوں کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: قطعاً صحیح نہیں ہے۔ امریکی سفارتخانہ ویزا درخواستیں دینے والے پاکستانیوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ درحقیقت، 70 فیصد سے زائد پاکستانی درخواست گزاروں کو ویزے جاری کیے جاتے ہیں۔

سوال: میں جب ویزا انٹرویو دینے گیا تو مجھے حکام نے کہا کہ پہلے آپ کے نام کی جانچ پڑتال ہوگی۔ یہ طریقہ کار کیسا ہے اور اس پر کتنا وقت لگتا ہے؟

جواب: بیشتر درخواست گزاروں کیلئے اضافی کارروائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس عمل پر اوسطاً دو مہینے لگتے ہیں۔

سوال: نان امیگرنٹ ویزا انٹرویو کیلئے کونسی کونسی دستاویزات ساتھ لے جانا ضروری ہوتی ہیں؟

جواب: آپ کو اپنا پاسپورٹ، درخواست فارم، جن پر فوٹو چسپاں ہو، 100 ڈالر ویزا فیس کی رسید اپنے ساتھ لے جانی چاہیئے۔ آپ دوسری دستاویزات بھی ساتھ لے جا سکتے ہیں جو، آپ کے خیال میں، دکھانے سے ویزا کیلئے آپ کی اہلیت ثابت ہوتی ہو۔

سوال: ویزا افسر کے فیصلے کے خلاف اپیل کرنے کا کوئی ''نظام'' رائج ہے؟ اگر پہلی بار میری درخواست مسترد کردی گئی ہو تو میں کتنے عرصے بعد دوبارہ درخواست دے سکتا ہوں۔

جواب: آپ کسی بھی وقت دوبارہ درخواست دے سکتے ہیں۔ اگرچہ اس بات کی ضمانت نہیں دی جا سکتی کہ دوبارہ فیصلہ مختلف ہوگا لیکن آپ کی نئی درخواست کا جائزہ لینے کیلئے ویزا آفسر کوئی اور ہوگا۔

سوال: براہ مہربانی مشورہ دیں کہ ویزا کارروائی میں مدد دینے کیلئے ہمیں بہترین ایجنٹ کہاں سے مل سکتے ہیں اور انہیں کتنا معاوضہ ادا کرنا چاہیئے؟

جواب: ایجنٹوں کی ہرگز ضرورت نہیں ہوتی۔

سوال: ہم اکثر و بیشتر یہ واقعات پڑھتے ہیں کہ پاکستانی اور دوسرے ملکوں کے لوگ جب امریکی ہوائی اڈے پر پہنچتے ہیں تو ان سے بدسلوکی کی جاتی ہے؟ میں جب امریکہ پہنچوں گا تو میرے ساتھ کیا برتاؤ ہوگا ؟ کیا میری جامہ تلاشی لی جائے گی؟

جواب: ہوائی اڈے پر امیگریشن اور کسٹمز افسر آپ کا پاسپورٹ اور ویزا دیکھیں گے اور اس بات کا تعین کریں گے کہ آپ کتنا عرصہ امریکہ میں قیام کر سکتے ہیں؟ اس عمل پر چند منٹ سے زیادہ نہیں لگیں گے۔ محض چند پاکستانیوں کی رجسٹریشن کی جاتی ہے جس پر ذرا زیادہ وقت لگتا ہے۔

سوال: کیا انٹرنیٹ کے ذریعے امریکی ویزا کی درخواست دینا ضروری ہے؟ کیا ویزا فارم پُر کرنے کا پرانا طریقہ کار ختم کر دیا گیا ہے؟

(فوٹو خبر و نظر)

جواب: اگر آپ امریکن ایکسپریس یا سپیڈ ایکس کے ذریعے اپنی درخواست بھیجنا چاہیں تو اب بھی درخواست فارم میں اندراج، ہاتھ سے یا ٹائپنگ کے ذریعے کر سکتے ہیں۔ تاہم، تمام درخواست گزاروں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ الیکٹرانک ویزا درخواست فارم کا استعمال کریں۔ اس نئے فارم سے آپ کی درخواست پر ابتدائی کارروائی نمایاں طور پر تیز ہو جاتی ہے۔

سوال: کیا ویزا درخواست فارم میں مذہب کا اندراج کرنا پڑتا ہے؟ کیا مذہب یا خاندانی نام کی بنیاد پر مجھ سے زیادہ سخت سوال کیے جائیں گے اور انٹرویو پر زیادہ وقت لگے گا؟

جواب: ویزا کے عمل میں مذہب پر کبھی توجہ نہیں دی گئی۔

سوال: میں ایک مسلمان خاتون ہوں۔ اگر میں اپنا نقاب ہٹا دوں یا برقعہ اتار دوں تو کیا مجھے ویزا ملنے کے امکانات بڑھ جائیں گے۔

جواب: ویزا کے عمل میں مذہب یا مذہبی لباس پر ہرگز توجہ نہیں دی جاتی۔ تاہم، ہم چاہتے ہیں کہ خواتین فارم پر ایسی تصویر چسپاں کریں جس سے ان کا پورا چہرا واضح دکھائی دے۔

سوال: اگر میں اردو میں بات کروں تو کیا ویزا افسر میری درخواست مسترد کر دے گا؟

جواب: بیشتر قونصلر افسر اردو جانتے ہیں۔ دوسری زبانوں کے سلسلے میں ہمارے دفتر میں مترجم موجود ہوتے ہیں۔

سوال: اگر پہلے کبھی میری درخواست مسترد کی جا چکی ہو تو کیا مجھے دوبارہ درخواست دینی چاہیئے یا امریکہ جانے کا خیال دل سے نکال دینا چاہیئے؟

جواب: دوبارہ درخواست دینے پر آپ کا خیر مقدم کیا جائیگا۔ تاہم آپ کو ویزے کے اجراء کی ضمانت نہیں دی جا سکتی، آپ کی درخواست کا نئے انداز میں جائزہ لینے کیلئے کوئی اور افسر آپ سے انٹرویو لے گا۔

سوال: ویزا انٹرویو پر کتنا وقت لگتا ہے ؟

جواب: بیشتر انٹرویو چند منٹ میں ختم ہو جاتے ہیں۔ انٹرویو کا انحصار ویزے کی نوعیت پر ہوتا ہے۔

VISA QUESTIONS

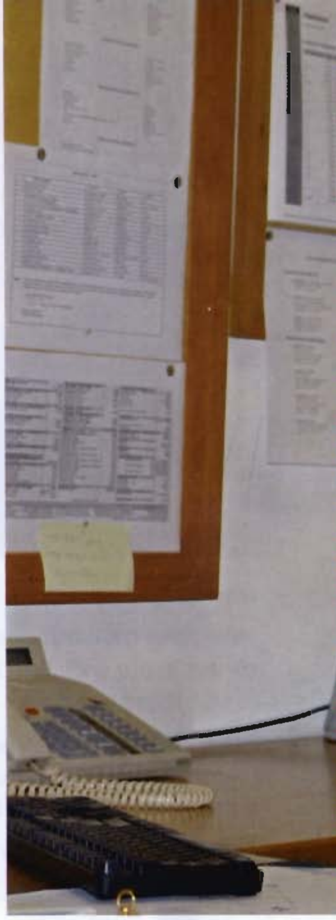

Consul General Kay Anske responds

Q: Can the residents of Lahore and Karachi apply for visa at the U.S. Consulates in their respective cities?

Consul General: Islamabad is the only post authorized to process visas applications.

Q: It is being heard that Pakistanis are being discouraged to travel to the U.S. by the visa officials. Is this true?

Consul General: Definitely NOT true. The U.S. Embassy welcomes and encourages Pakistanis to apply for visas. In fact, more than 70% of Pakistani applicants receive their visas.

Q: When I went for the visa interview, I was told by the visa official that mine would go for a 'name check.' What is this process and how long does it take?

Consul General: Additional processing is needed for most applications. This will take an average of 2 months.

Q: What documents do I need to carry with me while going for a NIV interview?

Consul General: You must bring your passport, the application forms with photo, and the receipt for the $100 fee. You may bring any other documents that you believe will show that you are qualified for the visa.

Q: Is there any "appeal system" against the decision of the Visa Officer? How sooner could I apply again for a U.S. visa, if denied the first time?

Consul General: There is no "appeal" system. You are welcome to re-apply at any time. While I cannot guarantee that the decision will be different, you will have a different officer for a fresh look at your application.

Q: Please advise where we can find the best agents to help us through the visa process, and how much should we pay to them?

Consul General: Agents are not required.

Q: We quite often read stories about Pakistanis and others being mistreated when they reach the U.S. airport. What will happen to me when I land in the United States? Will they strip search me?

Consul General: At the airport, the immigration and customs officer will look at your passport and visa and then determine how long you may stay in the U.S. This will only take a few minutes. Only a few Pakistanis must register which will take a little longer.

Q: Do I need to apply electronically on the internet for the U.S. visa? Has the old system of filling hard copy of visa form been abolished?

Consul General: You may still handwrite or type your application if you submit your application through American Express or SpeedEx. However, we encourage all applicants to use the Electronic Visa Application Form. The new form significantly speeds up the initial processing of your application.

Q: When I apply for a visa, must I state what my religion is? Will I be asked tougher questions and will take longer, depending on my religion or my surname?

Consul General: Religion is never a consideration in the visa process.

Q: I am a Muslim woman. Will it help my chances to get a visa if I remove my veil or head scarf?

Consul General: Religion and religious dress is not a consideration in the visa process. However, we do ask that women submit a photo where we can see the full face.

Q: If I speak a Pakistani language, will the visa office reject me?

Consul General: No. Many of the interviewing consular officers speak Urdu. For any other language, we have trained translators working in the office.

Q: If I have already been rejected once, should I reapply or just forget about ever visiting the United States?

Consul General: You are welcome to reapply. While I cannot guarantee the issuance of the visa, you will be interviewed by a different officer for a fresh view of your case.

Q: How long does the visa interview last?

Consul General: Most interviews last several minutes. The length of the interview will depend on the type of visa.